بسلسلہ صد (100) سالہ تقریبات دارالعلوم منظر اسلام

تقابلی جائزہ

دارالعلوم منظر اسلام

اور

مدرسہ دیوبند

انصاف پسند نگاہوں کے لئے

محمد حسن علی

انجمن انوار القادریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حضرت مولانا الحاج محمد سبحانی رضا خان صاحب سبحانی میاں مہتمم مرکز اہل سنت یادگار اعلیٰ حضرت دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کا جشن صد سالہ منا رہے ہیں۔

دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام کی ناقابل فراموش تاریخ ساز و یادگار خدمات، بالخصوص برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں اہل سنت کی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ جس نے ہزاروں کی تعداد میں ایسے اساطین علم پیدا کئے، جنہوں نے نہ صرف ایشیائی ممالک اور خطہ برصغیر بلکہ مختلف ممالک اسلامیہ و بلاد عربیہ حتی کہ مغربی یورپی ممالک میں مسلک حقہ کی تبلیغ اور علوم عربیہ اسلامیہ کی ناقابل فراموش ترویج میں مثالی کردار ادا کیا اور مختلف علاقوں اور خطوں میں دینی تعلیم گاہیں قائم کیں۔

ہم اس موقع پر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ دیوبند کا ایک تقابلی جائزہ پیش کر رہے ہیں اس لئے کہ بعض عناصر محض سطحی نظر سے یہ سوال اٹھاتے ہیں'

- مدرسہ دیوبند دارالعلوم بریلی سے پہلے معرض وجود میں آیا اور
- مدرسہ دیوبند دارالعلوم بریلی شریف سے نسبتاً بڑا ہے اور وسیع و عریض عمارت کا حامل ہے اور
- یہ کہ یہاں طلباء و مدرسین کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور مدرسہ دیوبند نے ہر تحریک میں حصہ لیا وغیرہ غیرہ۔

ہم اس پر دیانت داری سے ایک تحقیقی تجزیہ پیش کرتے اور اہل علم و انصاف کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔

محمد حسن علی عفی عنہ

اوّلاً تو جاننا چاہئے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی یا مولانا عابد حسین صاحب (ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی، دہلی نے اپنے وقیع مقالے 'دارالعلوم دیوبند کا اصل بانی کون؟' میں پختہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابد حسین قادری چشتی علیہ الرحمۃ ہیں۔ بحوالہ ماہنامہ 'جہان رضا، لاہور، شمارہ اپریل۔ مئی ۱۹۹۸ء۔ ناشر) امام اہلسنت حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز سے عمر میں بڑے تھے۔ مدرسہ دیوبند ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ میں قائم ہوا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی عمر شریف گیارہ سال تھی وہ مدرسہ دیوبند سے پہلے دارالعلوم منظر اسلام بریلی کیسے قائم کر سکتے تھے۔ ہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا مفتی محمد نقی علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی زمانے میں ۱۲۸۹ھ میں بریلی میں مدرسہ 'مصباح التہذیب' قائم فرمایا۔ پھر ان سے پہلے جو علمائے اہل سنت عمر میں ان سے بڑے تھے مثلاً

۱۔ علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کا مدرسہ 'مدرسہ دیوبند سے پہلے تھا۔

۲۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی کا مدرسہ تھا۔

۳۔ علماء بدایوں کا مدرسہ قادریہ بدایوں تھا۔

۴۔ علامہ لطف اللہ اور علی گڑھ کا دارالعلوم تھا۔

۵۔ مولانا ہدایت اور جونپوری کا مدرسہ حنفیہ تھا۔

۶ رامپور میں مولانا ارشاد حسین نقشبندی کا مدرسہ تھا۔

۷۔ اجمیر شریف میں جامعہ معینیہ عثمانیہ تھا اور بہت سے مدارس اہل سنت موجود تھے۔

دہلی کے اکثر و بیشتر مدارس علماء اہلسنت کے ہی تھے مگر سبھی مدرسہ دیوبند سے بہت پہلے سے قائم تھے۔ جو انگریزی غلبہ اور فرنگی برٹش قبضہ کے بعد نیست و نابود کر دیئے گئے چنانچہ کسی مدرسہ کا بڑا ہونا یا پہلے ہونا تو اس کی حقانیت و صداقت کی دلیل نہیں۔ حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے پہلے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے حضور اقدس سیّد عالم نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں نزول اجلال فرمایا اور بتوں کا استیصال فرمایا تو کیا بتوں کا پہلے ہونا ان کی حقانیت و صداقت کی دلیل مانا جائے گا؟

ارباب فہم و فراست سے یہ حقیقت اخفاء و حجاب میں نہ ہوگی کہ انگریز ۱۸۵۷ء کے غلبہ و قبضہ کے بعد ایک طرف تو مسلم سلطنت دہلی سے حقیقی مدارسِ دینیہ کو تہہ و بالا کر رہا ہے تو دوسری طرف سلطنت دہلی سے صرف ۹۲ میل دور ہندوؤں کی مشہور و معروف قدیمی بستی 'دیوی بن یا دیبی بن' زمانہ حال کے 'دیوبند' میں مدرسہ کے قیام و اجراء سے بے خبر و لا علم ہے۔ بقائی ہوش و حواس صحیح الدماغ انسان یہ کس طرح تسلیم کر سکتا ہے کہ حقیقی دینی مدارس عربیہ کو تو انگریز بہادر ختم کر رہا ہے اور

اس بات کو کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ دیوبند میں انگریز اپنے دشمنوں کی نئی پنیری لگا رہا تھا؟ اس موقع پر یہ واضح کرنا یقیناً بر محل اور مناسب ہو گا کہ انگریز بہادر مسلمانانِ ہند کے خلاف کتنے پُر فریب، ہم رنگ زمین جعلسازیوں کے جال بن رہا تھا اس کا اظہار لارڈ میکالے کے مرتبہ اصولوں سے ہوتا ہے۔ لارڈ میکالے کے اصول کے تحت لکھا ہے:۔

ہمیں (انگریزوں کو) ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم (انگریزوں) میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریزی ہو۔

(مسلمانوں کا مستقبل روشن، ص ۱۴۷ بحوالہ میجر باسو، ص ۸۷)

'سوانح قاسمی' میں بھی اس بات کا اقرار و اعتراف کیا گیا ہے لارڈ میکالے کے یہ اصول تسلیم کئے گئے ہیں جو سو فیصد اکابرِ دیوبند و مدرسہ دیوبند پر صادق آتے ہیں۔ لکھا ہے، (انگریزوں کے) عربی کالج (دہلی) کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔ (سوانح قاسمی، ج ۱ ص ۹۶۔۹۷)

قارئین کرام پر یہ حقیقت خود بخود منکشف ہو جائے گی کہ محولہ بالا شکل و صورت اور اندازِ فکر کے لحاظ سے ترجمان دیوبندی طائفہ کے سوا اور کہاں مل سکتے ہیں۔ چونکہ یہ ہمارا مستقل موضوع نہیں اس لئے بڑے اختصار سے یہ واضح کر دیں کہ اکابر دیوبند میں سے مسلمہ و سرکردہ حضرات مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے استاد محترم مولوی مملوک علی اور مولوی احسن نانوتوی بذاتِ خود مولوی قاسم نانوتوی۔۔۔ وغیرہ وغیرہ انگریزوں کے عربی کالج دہلی کے تربیت یافتہ تھے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۵، ۷۷۔ ارواح ثلاثہ، ص ۱۰۳۔ تذکرہ علماء ہند، ص ۲۰۱ وغیرہم)

یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے سر سیّد کی فرمائش پر گاڈفری ہگنس کی انگریزی کتاب کا ترجمہ اُردو میں کیا۔

(مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۵)

الغرض مختصر یہ کہ تاریخی حقائق و شواہد ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ انگریزوں کے ترجمان اور انگریزی عربی کالج دہلی کے تربیت یافتہ ترجمان صرف اور صرف یہ علمائے دیوبند ہی تھے۔

خود اکابر دیوبند نے اس حقیقت کا فخریہ طور پر اظہار کیا ہے اور لکھا ہے، (مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنرز تھے۔ جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔ (سوانح قاسمی، ج ۲ حاشیہ ص ۲۴۷)

یہی وجہ ہے کہ مدرسہ دیوبند' انگریز کے ظلِ عاطفت میں پروان چڑھا اور ظاہری عروج پایا اور انگریز نے مسلسل مدرسہ دیوبند کی اعانت و نصرت کی اور سرپرستی فرمائی۔ سرکردہ اکابر سرکار و عہدہ دار مدرسہ دیوبند میں آتے جاتے رہے ہیں۔ اس کا اقرار و اعتراف بھی اکابر دیوبند نے بذاتِ خود کیا ہے۔ لکھا ہے، ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صَرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند میں) کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلافِ سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار (برطانیہ) ہے۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۱۷)

ایک دوسرے مقام پر مدرسہ دیوبند کے ایک سابق مہتمم مولانا احمد صاحب تحریر کرتے ہیں، ان تمام اندرونی اور بیرونی صدمات و حوادث اور ناگوار واقعات کے بعد جو نہایت اعلیٰ درجہ کی کامیابی و شہرت مدرسہ (دیوبند) کو حاصل ہوئی وہ سرجان ڈگس لاٹوش لیفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آغرہ اودھ کا بلغرض خاص معائنہ مدرسہ دیوبند آنا تھا۔ ۶ جنوری یوم جمعہ کو ٹھیک دس بجے دن کے براہ ریل نزول اجلال کیا۔ (روئیداد' مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص ۷۔ حالات مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی' ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء، ص ۳۵)

بتانا یہ مقصود ہے کہ اس قسم کی انگریزی سرپرستی اور مسلسل معاونت دارالعلوم منظر اسلام بریلی کو حاصل نہ تھی۔ اس طرح انگریز کے ظلِ عاطفت میں مدرسہ دیوبند کی وسیع و عریض عمارت بن جانا، مدرسہ دیوبند کو شہرت حاصل ہو جانا محلِ تعجب نہیں۔ جب ۱۳۲۲ھ میں سرجان ڈگس لاٹوش لیفٹیننٹ گورنر، مدرسہ دیوبند پر اپنے انعام و اکرامات کی بارش برسا رہا تھا اسی سال ۱۳۲۲ھ میں ایک مردِ خدا عارف باللہ فنافی الرسول اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر بریلی شریف میں دارالعلوم منظر اسلام کا سنگِ بنیاد رکھ کر اعلان فرما رہے تھے کہ 'اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کروں گا'۔ دارالعلوم منظر اسلام کا حقیقی دینی علمی عروج و کمال اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اور عوام و خواص مسلمانانِ اہل سنت کے اپنے عطیات و معاونت پر ہے۔ منظر اسلام فرنگی جیسے اغیار کا آلہ کار نہ بنا اور مرہونِ منت نہ ہوا۔ جبکہ مدرسہ دیوبند میں لکڑ پتھر سب ہضم تھا۔ نہ انگریزوں کا مال چھوڑا نہ ہندوؤں کا چھوڑا۔ یہ حقیقت کس پر منکشف نہیں اور کون نہیں جانتا کہ تقسیم ہند کے بعد مسلسل اہل ہنود، اربابِ اقتدار کی معاونت و سرپرستی مدرسہ دیوبند کو دائمی طور پر حاصل رہی۔ بت پرست صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد کو خصوصی دعوت پر بلایا گیا اور خود مہتمم دیوبند اور تمام طلباء و اساتذہ مدرسہ دیوبند نے ان کا استقبال کیا، کھڑے ہو کر ہندی قومی ترانہ گایا۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ماہ ستمبر ۱۹۵۷ء و ماہنامہ تجلی دیوبند، اگست و ستمبر ۱۹۵۷ء)

بت پرست کافرہ ومشرکہ ہندو خاتون اندرا گاندھی کا بے پردہ دورہ مدرسہ دیوبند میں صدارت وخطاب کرنا اور اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا دیوبندی وہابی مولوی کو پچاس ہزار کھانے کے پیکٹ کھلانا تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مقصد یہ کہ نہ صرف نصاریٰ بلکہ ہنود ویہود ارباب کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں لیکن بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے دارالعلوم منظر اسلام کو کسی غیر مسلم اربابِ اقتدار کی سرپرستی ومعاونت کسی دور میں بھی حاصل نہ رہی ایسے حالات میں جبکہ برسر اقتدار انگریز وہندو' مدرسہ دیوبند کو اپنی خصوصی عنایات و معاونت سے نوازتے رہے ہوں مدرسہ دیوبند کا عمارتی اعتبار سے بڑا ہو جانا یا وہاں طلبہ کا زیادہ ہونا نہ محل تعجب نہ حقانیت کی دلیل۔ ویسے بھی مدرسہ دیوبند کے منتظمین کے ہر دور میں ارباب اقتدار سے گہرے روابط رہے ہیں۔ اس سے مدرسہ دیوبند کی مختلف ممالک میں سطحی شہرت ہو جانا حقیقی دینی تعلیمی کامیابی کا باعث نہیں۔ ہاں البتہ اس شہرت نے مدرسہ دیوبند کو بین الاقوامی گداگر ضرور بنا دیا مختلف ممالک کے سیاسی زعماء اور بھولے بھالے عوام کو مدرسہ دیوبند کے اہلکاروں نے خوب لوٹا۔ بحمدہٖ تعالیٰ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف چونکہ ہر سانچے میں ڈھلنے والا پرزہ نہیں، نہ منظر اسلام کے ارباب انتظام کو بین الاقوامی گداگری کا فن آتا تھا اس لئے منظر اسلام ظاہری نمائشی شہرت سے پاک رہا۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے یوم تاسیس و آغاز سے آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت یا سیّدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے سالانہ عرس میں صدارت وامارت کیلئے یا بطورِ مہمان خصوصی کسی غیر مسلم، کسی سیاستدان یا کسی بھی دور میں ارباب حکومت وارباب اقتدار کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ دو بار سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی از خود چل کر بلا دعوت آستانہ رضویہ پر حاضری دینے کیلئے آئیں اور ابھی کچھ عرصہ قبل ایک دوسرے وزیر اعظم صاحب آستانہ رضویہ قدسیہ پر حاضری کیلئے آنا چاہتے اور ایک کروڑ روپیہ بھی نذر کرنا چاہتے تھے مگر قبول نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ منظر اسلام کے حقیقی بانی فرما گئے تھے ۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا　　　میرا دین پارۂ نان نہیں

اور یہ کہ

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج　　　جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کے ایڑیاں

کیونکہ آستانہ عالیہ قدسیہ رضویہ اور دارالعلوم منظر اسلام کے ارباب انتظام وانصرام کا سرمایہ دین وایمان یہ ہے کہ

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور　　　تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

دل چاہتا ہے کہ اس موقع پر ہم بانی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور بانی مدرسہ دیوبند کی علوم میں مہارت، استعداد و قابلیت کا بھی مختصر تذکرہ کرتے چلیں۔

ارباب علم وبصیرت سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی بانی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف نے جملہ علوم وفنون عربیہ دینیہ اپنے والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خان صاحب بریلوی سے حاصل کئے۔ ابتدائی کتب میزان ومنشعب وغیرہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ علم جفر و تکسیر کے قواعد سیّدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ سے حاصل کئے۔ چند کتب علامہ عبد العلی رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھیں۔ صرف تیرہ سال کی مختصر سی عمر شریف میں جملہ علوم عربیہ سے فارغ التحصیل ہو کر مسندِ افتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مختلف علوم وفنون میں ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ بعد کی تحقیق کے مطابق سو سے زائد علوم میں کتب تحریر فرمائیں اور بعض علوم کے خود موجد ہیں۔ تیرہ سال کی عمر شریف سے لے کر وقتِ وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ تک ہزاروں فتاویٰ تحریر کئے۔ آپ کا فتاویٰ بارہ طویل ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے۔ اُردو زبان میں لاجواب وبے مثال ترجمہ قرآن تحریر فرمایا جو لاکھوں کی تعداد میں سینکڑوں ایڈیشنوں کی شکل میں مقبولیت و محبوبیت عامہ و تامہ حاصل کر چکا ہے۔ ترجمہ کنز الایمان کے نہ صرف اُردو بلکہ انگریزی، ہندی، سندھی، سواحلی پانچ چھ زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ آپ کا بے مثال نعتیہ دیوان 'حدائق بخشش' عالمگیر شہرت و محبوبیت و مقبولیت کا آئینہ دار ہے۔ پھر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ہر کتاب کا نام ایسا جاذب وبر محل تاریخی نام ہے جس سے بحساب ابجد سن تالیف و تاریخ بھی معلوم ہوتی ہے اور کتاب کا موضوع و مفہوم بھی منکشف ہوتا ہے۔ یہ کمال اور خصوصیات بانی مدرسہ دیوبند کو حاصل نہیں۔ مثلاً مولوی رحمان علی ' تذکرہ ہند علماء ' میں بانی مدرسہ دیوبند کا تعلق دہلی کے انگریزی مدرسہ سے بتاتے ہوئے صاف صاف لکھتے ہیں'

'بعد از فراغ علوم چندی مدرسہ انگریزی واقع دہلی گرفتہ' (تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۲۱۰)

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے استاد مولوی مملوک علی کا تعلق بھی جیسا کہ ابھی چند اوراق پہلے گزرا' انگریزوں اور دہلی کے انگریزی نام کے عربی کالج سے تھا۔ لکھا ہے، مولانا مملوک علی صاحب جو کہ مولانا یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم (نانوتوی) کے استاد ہیں، دہلی میں دارالبقا سرکاری (انگریزی) مدرسہ تھا، اس میں ملازم تھے۔

(سوانح قاسمی، ص ۲۲۳)

بانی مدرسہ دیوبند کو تحصیل علوم سے قطعاً کوئی رغبت و دلچسپی نہ تھی، لکھتے ہیں، مولانا محمد قاسم نے (درسی) کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔ (قصص الاکابر، ص۲۹۔ ۱۳۔ سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۳۹)

اور سنئے ان کی اپنی مستند گھر کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے، واجب امتحان کے دن ہوئے تو مولوی (محمد قاسم نانوتوی) صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ (سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۲۴۔ ۲۲۷۔ قصص الہادی، ص ۲۹)

چونکہ زمانہ طالب علمی میں بانی مدرسہ دیوبند میں تعلیمی استعداد قابلیت نہ تھی بوقتِ امتحان فرار ہوگئے اور امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ (سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۲۴)

خود مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان ہے، مولانا محمد قاسم صاحب نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانے میں بھی بہت شوق اور مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔ (قصص الاکابر، ص ۲۹۔ ۱۳۔ سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۳۹)

تعلیم سے عدم شغف و عدم مہارت کے باعث مدرسہ دیوبند میں پڑھانے کی اہلیت نہ تھی۔ ان کا سوانح نگار لکھتا ہے، دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے (کبھی) درس نہ دیا۔ (سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۷۳)

پھر لکھا ہے، پھر مولوی (قاسم) صاحب نے مطبع احمدی میرٹھ میں تصحیح کتب کی کچھ مزدوری کرلی۔ (ایضا، ص ۲۶۱)

بانی مدرسہ دیوبند' افتاء کی مہارت سے نابلد اور فقہی بصیرت سے محروم تھے۔ وہ مسئلے غلط بتادیا کرتے تھے اور پھر لوگوں کے گھروں میں جاکر مطلع کرتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتادیا تھا تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتایا اور وہ اس طرح ہے۔ (ایضا، ص ۳۸۸)

یہی وجہ ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند کی 'سوانح قاسمی' تو ہے مگر 'فتاویٰ قاسمی' نہیں اس کے برعکس امام اہلسنّت سیّدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں اپنے زمانے کے فردیگانہ اور تدریس و افتاء کے مسلمہ امام تھے۔ جن کے تلامذہ میں'

- ❖ حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا بریلوی
- ❖ صدر الصدور و صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی' مصنف بہارِ شریعت
- ❖ ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری
- ❖ برہانِ ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق قادری جبل پوری
- ❖ محدث اعظم ہند علامہ ابوالحامد سیّد محمد اشرفی محدث کچھوچھوی

❖ مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا بریلوی

❖ استاد زمن مولانا حسن رضا بریلوی

❖ سلطان المناظرین مولانا سیّد احمد اشرف کچھوچھوی

❖ مولانا محمد رضا بریلوی

❖ سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی

❖ مولانا علامہ سلطان احمد خاں بریلوی

❖ مولانا حافظ یقین الدین بریلوی

❖ مولانا حاجی سیّد نور احمد چاٹگامی۔

❖ مولانا وعظ الدین

❖ مولانا سیّد عبد الرشید عظیم آبادی

❖ مولانا سیّد حکیم عزیز غوث بریلوی

❖ مولانا سیّد شاہ غلام محمد بہاری (قدست اسرارہم)

جیسے مسلمہ اکابر و مشاہیر علماء فقہاء ہیں۔ امام الفقہاء سیّدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا بارہ طویل و ضخیم جلدوں پر مشتمل العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ موجود ہے مگر نانوتوی صاحب کا کوئی مجموعہ فتاویٰ موجود نہیں۔ نہ وہ قرآن عظیم کا ترجمہ کرسکے بانیانِ مدرسہ دیوبند میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا نام بھی آتا ہے مگر انہوں نے بھی مدرسہ دیوبند میں درس نہ دیا۔ ان کے عقل شکن فتاویٰ کا مجموعہ 'فتاویٰ رشیدیہ' بس یوں سمجھ لیں 'فتاویٰ رضویہ' کی ایک جلد کا زیادہ سے زیادہ نصف ہے۔ دیوبند میں درس و تدریس ان کے بس کا روگ بھی نہیں تھا۔ زاغ معروفہ کی تلاش و شکار میں زندگی گزار دی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی بانی ثانی مدرسہ دیوبند کا فتاویٰ 'فتاویٰ رشیدیہ' سے اہل دیوبند کی موجودہ نسل منہ موڑ چکی ہے۔ ہر ایڈیشن میں ہر بار کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ متعدد فتاویٰ کو بدل دیا گیا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں سائل کے استفتاء کے جواب میں اپنی علمی فقہی پس ماندگی و بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صاف لکھا ہے'

'بندہ کو معلوم نہیں۔ حال معلوم نہیں۔ حقیقت معلوم نہیں۔ معلوم نہیں'۔

مگر سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی نوکِ زبان پر ہر استفتاء پر سوال کا جواب اور دلائل کا انبار 'فتاویٰ رضویہ' و دیگر کتب میں ضرور ملے گا۔ مختصر یہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث مدرس بن کر پڑھانہ سکے۔ ادھر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے بانی ثانی شیخ الانام امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا قادری قدس سرہ کی جلالتِ علمی اور مہارتِ تدریسی کا یہ عالم تھا کہ عرصہ دراز تک دارالعلوم منظر اسلام میں جم کر پڑھایا۔ ان کے جلیل القدر شہرۂ آفاق تلامذہ میں'

- مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری
- حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب
- شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب
- مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الہ آبادی
- شیخ القرآن علامہ محمد غفور ہزاروی
- حضرت علامہ مولانا شاہ حسنین رضا خاں صاحب
- خلف الرشید استاد زمن مولانا حسن رضا بریلوی
- مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب (قدست اسرارہم) جیسے اکابر اُمت کا نام شامل ہے۔

فن تدریس میں آپ کی مہارت تامہ کا پتا اس سے چلتا ہے کہ جب دارالعلوم منظر اسلام کے قدیم صدر المدرسین استاذ الاساتذہ علامہ رحم الٰہی صاحب ۱۳۵۴ھ میں میرٹھ یو۔پی چلے گئے اور کئی دوسرے لائق و فائق ذی استعداد مدرسین دارالعلوم منظر اسلام سے علیحدہ ہوگئے تو حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرہ نے درسِ نظامی کی بالائی کتب اور دورۂ حدیث شریف خود پڑھانا شروع کردیا۔ جس سے طلباء بہت متاثر ہوئے اور دارالعلوم منظر اسلام کی بہار برقرار رہی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دیوبندی مکتب فکر مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی مدرسہ دیوبند میں مدرس بن کر پڑھانے کی توفیق نہ ہوئی۔ 'قصص الاکابر' اور 'اشرف السوانح' میں وہ خود اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ

'میں تو اب اس کام (پڑھنے پڑھانے) کا رہا ہی نہیں اور یہ کہ سب بھول بھال گیا ہوں'۔

اس کے برعکس سیّدنا اعلیٰ حضرت کے خلف اصغر جو نامور فقیہہ زمان اور مفتی اعظم عالمِ اسلام ہوئے مولانا شاہ علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بھی ذی استعداد مدرس وفقیہہ ہوئے ان کے کثیر تلامذہ میں' تاجدار مسند تدریس محدث اعظم علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ اور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ سر فہرست ہیں۔ اسی طرح منظر اسلام کے آخری دور کے دو نامور مہتمم نامور صدر مدرس نامور شیخ الحدیث ہوئے یعنی نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی قدس سرہ جنہوں نے محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ، مولانا احسان علی محدث فیض پوری اور خود حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب قدس سرہ سے پڑھا تھا اور خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ سے سندِ حدیث حاصل کی تھی۔ اعلیٰ درجہ کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث اور نامور مفسر اعظم تھے۔ مدتوں دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے۔

اسی طرح مفسر اعظم کے خلف اکبر جو آپ کے بعد مہتمم ہوئے مدرس بن کر پڑھایا اور صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصبِ عظمیٰ پر فائز رہے۔ مگر بانی مدرسہ دیوبند کی قاسمی اولاد نے بطورِ وراثت مہتمم شپ تو حاصل کی، مدرس و مفتی و شیخ الحدیث کی مسند پر نہ بیٹھ سکے۔ مدرسہ دیوبند میں بطورِ مدرس و شیخ الحدیث مولوی محمد یعقوب نانوتوی کو بلوانا پڑا، جو انگریزی کالج اجمیر اور سہارنپور کے انگریزی سرکاری اسکولوں کے ڈپٹی انسپکٹر مدرس رہ چکے تھے یا پھر مولوی انور کاشمیری نے درجہ حدیث میں تدریس کی جو بانی مدرسہ دیوبند کے تلامذہ میں یا اولاد میں سے نہ تھے۔

ہم یہاں اس موقع پر دارالعلوم بریلی شریف جامعہ رضویہ منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کے تعلیمی معیار کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ تھانوی دیوبندی حکیم الامت کے خلفاء میں ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری کا نام سرفہرست ہے۔ وہ منہ چڑانے نقلیں اُتارنے کے انداز میں امام اہل سنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو چیلنج دیا کرتے اُلٹے سیدھے لایعنی سوالات کیا کرتے اور پھر اس کا علمی تحقیقی تعاقب سیّدنا اعلیٰ حضرت کے تلمیذ و خلیفہ اور مدرسہ منظر اسلام جامعہ رضویہ کے ایک فاضل مدرس مولانا علامہ محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری فرماتے۔ ظفر الدین الجید، ظفر الدین اطیب وغیرہ رسائل ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ بلکہ خود مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری کی اپنی کتاب 'اسکات المعتدی' دیکھی جاسکتی ہے کہ دارالعلوم بریلی کے مدرس کے سامنے ناظم تعلیمات دیوبند بے بس ولاچار نظر آتا ہے۔ اسی طرح دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مدرس دوم اور ۱۳۵۶ھ کے دور کے ناظم تعلیمات مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ کے سامنے مدرسہ دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رُکن اور دیوبند کے سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان مناظرہ بریلی میں ساکت وجامد نظر آتے ہیں اور سوالات منطقیہ میں لاجواب و بے بس ہو کر راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تلامذہ میں سے محدثِ اعظم ہند مولانا

سیّد محمد محدث کچھوچھوی قدس سرہ کے سامنے ماضی قریب کے مہتمم مدرسہ دیوبند قاری طیب قاسمی تاب نہ لاسکے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے ایک فاضل و مدرس و مناظر و مبلغ مولانا محمد حشمت علی خان صاحب قدس سرہ کے سامنے مولوی مرتضیٰ در بھنگی، ابو الوفا شاہجہانپوری، عبد الشکور کاکوری، مولوی منظور سنبھلی، نور محمد ٹانڈوی وغیرہم بار بار شکست و ریخت و فرار سے دوچار نظر آتے ہیں۔ جن پر مختلف مناظروں کی بیسیوں روئیدادیں گواہ ہیں۔ یہیں سے دار العلوم بریلی اور مدرسہ دیوبند کے علمی تحقیقی و تعلیمی معیار و استعداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یہی حال افتاء کا ہے۔ مفتیانِ دیوبند کے مختلف فتاویٰ باہم متضاد و متصاد نظر آتے ہیں۔ لیکن جامعہ رضویہ منظر اسلام کے فارغ التحصیل علماء و فقہاء اور مفتیانِ شریعت کے فتاویٰ میں کہیں تضاد و ٹکراؤ نہیں ملتا۔ مذکورہ بالا معروضات کا ماحصل یہ کہ دیوبند کا تعلیمی معیار' دار العلوم منظر اسلام کے معیار تعلیم کی گرد راہ کو بھی نہ پہنچ سکا۔ بعض سطحی نظر سے جائزہ لینے اور تجزیہ کرنے والے حضرات اہل دیوبند کے تراجم و حواشی و تفاسیر کا حوالہ بھی دیا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں کتب احادیث کے ترجمے کئے، حواشی لکھے، تفسیریں مرتب کیں۔ ایسے حضرات بالغ نظری سے ان کتب حواشی کا مطالعہ کریں تو باہمی ٹکراؤ و تضاد سامنے آجائے گا اور یہ ہمارا طویل تجزیہ و مشاہدہ ہے کہ جب بھی کوئی دیوبندی فاضل خود ترجمہ کرے گا تفسیر و حواشی لکھے گا تو بار بار غلطیاں کرے گا، ٹھوکریں کھائے گا اور اگر کچھ صحیح لکھے گا تو وہ اکابر مفسرین و محدثین و محشی حضرات کی نقل کر کے لکھے گا۔ بریلی شریف اور دیوبند کے فضلاء میں یہ بڑا نمایاں فرق ہے جس کا اہل علم و انصاف خود مطالعہ کر کے تجزیہ و مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

آج کا منظر اسلام اپنے درخشاں ماضی کی طرح تابناک ہے، گزشتہ سالوں میں ۱۹۸۱ء سے اب تک (۲۰۰۲ء) ۹ مرتبہ راقم السطور کو دیارِ علم و فضل شہر عشق و محبت بریلی شریف میں حاضری ہوئی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ نبیرۂ اعلیٰ حضرت' حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ محمد سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں سلمہ ربہ واطال اللہ عمرہ اس کی سرپرستی و نظامت و اہتمام میں دار العلوم منظر اسلام یادگارِ اعلیٰ حضرت نے مثالی ترقی کی ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ہر درجہ میں طلباء کی کثرت ہے۔ ماشاء اللہ بالخصوص درجہ حدیث شریف میں ہندوستان کے جملہ مدارس عربیہ سے زیادہ اور بڑھ کر علماء درجہ حدیث شریف سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ خانقاہ عالیہ رضویہ اور منظر اسلام کی تعمیر جدید و توسیع میں بھی اہم کردار ادا کیا گیا ہے۔ دار العلوم منظر اسلام سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے مسلکِ حق کا ترجمان و پاسبان ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' بھی پوری آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔

ہم سب کی پُر خلوص دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں کے محافظ و پاسبان اس دار العلوم کو مزید وسعت و برکت دے اور بام عروج کمال پر پہنچائے اور امام اہل سنت سیّدنا اعلیٰ حضرت امام حجۃ الاسلام سیّدنا مفسر اعظم و ریحان ملت قدست اسرارہم کا یہ علمی روحانی فیض سدا بہار رہے۔ آمین